روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر: نسیم سیفی

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۱/۷۶ | اتوار ۹ - رجب ۱۴۱۱ھ - ۲۷ صلح ۱۳۷۰ہش - ۲۷ جنوری ۱۹۹۱ء | نمبر ۲۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا

خلیج کے بحران کے بارے میں حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ کا ارشاد:

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دعا کے سوا آج ان دنیا کی امراض کا اور امت مسلمہ کی امراض کا اور کوئی چارہ نہیں۔ اور اہل مغرب کے لئے بھی دعا کریں کہ خدا ان کو عقل دے۔ بار بار وہ اپنی چالاکیوں اور اعلیٰ سیاست کے ذریعے دنیا کے مسائل حل کرنے کی کوشش کر چکے ہیں۔ اور ہر بار ناکام رہے ہیں۔ ایک بار بھی ان کی چالاکیاں دنیا کے کام نہیں آئیں۔"

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"یہ یاد رہے کہ رحم دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک رحمانیت اور دوسرا رحیمیت کے نام سے موسوم ہے۔ رحمانیت تو ایسا فیضان ہے کہ جو ہمارے وجود اور ہستی سے بھی پہلے شروع ہوا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے پہلے پہل اپنے علم قدیم سے دیکھ کر اس قسم کا زمین و آسمان اور ارضی اور سماوی اشیاء ایسی پیدا کی ہیں جو سب ہمارے کام آنے والی ہیں اور کام آتی ہیں۔ اور ان سب اشیاء سے انسان ہی عام طور پر فائدہ اٹھاتا ہے۔ بھیڑ بکری اور دیگر حیوانات جب کہ بجائے خود انسان کے لئے مفید شے ہیں تو وہ کیا فائدہ اٹھاتے ہیں؟ دیکھو جسمانی امور میں انسان کیسی کیسی لطیف اور اعلیٰ درجہ کی غذائیں کھاتا ہے۔ اعلیٰ درجہ کا گوشت انسان کے لئے ہے۔ ٹکڑے اور ہڈیاں کتوں کے واسطے۔ جسمانی طور پر جو حظوظ اور لذّات انسان کو حاصل ہیں گو حیوان بھی اس میں شریک ہیں۔ مگر انسان کو وہ بدرجہ اعلیٰ حاصل ہیں۔ اور روحانی لذات میں جانور شریک بھی نہیں ہیں۔ پس یہ دو قسم کی رحمتیں ہیں ایک وہ جو ہمارے وجود سے پہلے پیش از وقت کے طور پر تقدمہ کی صورت میں عناصر وغیرہ اشیاء پیدا کیں جو ہمارے کام میں لگی ہوئی ہیں اور یہ ہمارے وجود، خواہش اور دعا سے پہلے ہیں۔ جو رحمانیت کے تقاضے سے پیدا ہوئے۔"

(ملفوظات جلد اوّل جدید ص ۸۱)

تحریک وقف نو

۱- ۳ اپریل ۱۹۸۷ء سے قبل کے بچوں کی درخواستیں وقف اولاد کے تحت براہ راست وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو بھجوائی جائیں کیونکہ وقف نو میں وہ بچے شامل کئے جا رہے ہیں جو ۳ اپریل ۱۹۸۷ء کے بعد پیدا ہوئے۔

۲- جو احباب وقف نو میں شمولیت کے لئے حضور انور کی خدمت اقدس میں خط تحریر کریں وہ بچے کا نام بچے کے والد/ والدہ اور دادا کا نام اور پورا پتہ ضرور تحریر کریں فارم وقف نو مربیان سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

۳- جن احباب کو وقف نو کے فارم بھجوائے گئے ہیں وہ جلد از جلد ان فارموں کو پُر کر کے واپس بھجوائیں کیونکہ ان کی وجہ سے ریکارڈ کی تیاری کا کام مکمل نہیں ہو رہا۔

۴- جو احباب اپنے وقف شدہ بچوں کی تصاویر حضور انور کی خدمت میں ارسال کرتے ہیں وہ تصویر کی پُشت پر بچے کا نام اور والد کا نام اور پتہ اور اگر حوالہ وقف نو معلوم ہو تو ضرور درج کریں تاکہ شعبہ وقف نو کو معلوم ہو سکے کہ کس کی تصویر ہے۔...

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

تکبّر سے بچو کیونکہ اس کا ایک لمحہ عُمر بھر کی نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"میں متنبہ کرتا ہوں کہ اگر ان کے دل میں کبر کا یہ کیڑا پیدا ہو کہ یہ نئی نئی شکلیں دکھانے والے لوگ یہ جو پہلے کبھی نظر نہیں آتے تھے ان کا کیا حق ہے۔ اس جمعہ پر، اصل حق تو ہمارا ہے تو وہ یاد رکھیں کہ بعض دفعہ ریاء کا یا تکبّر کا یا عُجب کا ایک لمحہ بھی ساری عمر کی نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے۔ اس لئے میں ایسے لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ استغفار سے کام لیں اور تکبّر اور تذلیل کی نگاہ سے نئے آنے والے مہمانوں کو نہ دیکھیں بلکہ ان پر پیار کی نظر ڈالیں۔ محبّت کی نظر سے انہیں دیکھیں۔ آخر اللہ کی محبت کے نام پہ خدا کی عظمت کے نام پہ یہ اکٹھے ہوئے ہیں ان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں وفا نصیب کرے، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس جمعہ کی برکت سے آئندہ جمعے نصیب فرمائے اور آئندہ نمازیں نصیب فرمائے اور اگر یہ نافرمانوں میں سے تھے تو اب اس کے بعد یہ فرمانبرداری کی فہرست میں شمار کئے جائیں۔ میں ایسے لوگوں سے کہتا ہوں کہ دعائیں کرنے کے ساتھ ساتھ اس امر پر خوش ہوں کہ خدا (کے بیت الحمد) آج عبادت کرنے والوں سے بھر گئے ہیں۔ ایسے لوگوں کو یہ چند لمحے بھی عزیز ہونے چاہئیں۔ اگر ان کو اللہ سے سچا پیار ہے، اگر وہ اپنے دل میں عبادت کی کوئی عظمت رکھتے ہیں تو وقتی طور پر بھی عبادت کے نام پر بندوں کا ایک خاص ہجوم نظر آتا ہو تو ان کے دل خوشی سے بھر جانے چاہئیں۔ یہ چند لمحے کی سعادتیں بھی ان کے دلوں کو مسرّت سے لبریز کر دینے والی ہونی چاہئیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر خالق سے سچّا پیار ہو تو ناممکن ہے کہ مخلوق سے سچا پیار نہ ہو۔ خالق سے پیار اور مخلوق سے پیار یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ خدا کی طرف خدا کے بندے واپس آ رہے ہوں تو یہ ایک ایسا پیارا نظارہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں خدا سے محبت کرنے والا اور مخلوق سے محبت کرنے والا کبر کا شکار نہیں ہو سکتا۔ عُجب کا شکار نہیں ہو سکتا۔ اس کی آنکھیں اپنے اندر نیکیوں کی طرف نہیں دیکھیں گی۔ بلکہ ان آنے والے مہمانوں کی وقتی نیکی کو ہی پیار سے دیکھیں گی اور ان کی قدر کریں گی اور دل میں خوشی محسوس کریں گی اور واقعۃً کچھ لوگ ایسا ہی محسوس کرتے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۶- جون ۱۹۸۶ء)

اپنے آپ کو امام کے ساتھ وابستہ کر دو

حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) فرماتے ہیں:

"اس لئے چاہیئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مُردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔"

(خطباتِ نور جلد اوّل ص ۱۶۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت : دار النصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۷ ۔ صلح ۱۳۷۰ ہش ۲۷ ۔ جنوری ۱۹۹۱ ء

نمازیں زندہ کریں

یہ تو ٹھیک ہے کہ انسان کی زندگی میں کسی وقت بھی انقلاب آسکتا ہے ایک اچھا بھلا شریف آدمی بُری صحبت میں بدی اور بُرائی کی طرف مائل ہو سکتا ہے اور ایک اور شخص جس نے کبھی کوئی نیکی نہ کی ہو ۔ یا قابل ذکر نیکی نہ کی ہو ۔ اس کا دل بدل سکتا ہے اور انتہائی نیک انسان بن سکتا ہے ۔ ایسی بے شمار مثالیں ہمارے سامنے ہیں ۔ لیکن یہ بات بھی یاد رکھنے والی ہے کہ یہ کسی کے اپنے اختیار میں نہیں ہے ۔ کب دل بدلے اور کب تک نہ بدلے یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ انسان بُرائی میں ملوث رہے اور اس یقین کے ساتھ کہ جب چاہے گا اپنی زندگی کی نہج بدل لے گا. یہ خدا کا کام ہے اور اسی پر چھوڑ دینا چاہیئے ۔ ہمارا عزم ہمیشہ یہ ہونا چاہیئے کہ ہمیں بُرائی سے گریز کرنا ہے اور نیکی کو اپنانا ہے ۔

نیکی کی طرف مائل ہونے کیلئے سب سے اہم وقت بچپن ہے ۔ اور یہ والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت کریں ۔ اگر بچپن ہی سے انہیں نیکی کی طرف مائل کر دیا جائے گا تو یقیناً بڑے ہو کر وہ اسی نہج پر چلیں گے ۔ خود بھی نیکی کریں گے اور نیکی کو پھیلائیں گے بھی ۔ والدین کے اسی فرض کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت فضل عمر ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے ۔ فرماتے ہیں کہ جب والدین گھر میں کوئی چیز لائیں تو اپنے بچوں کو بتائیں کہ یہ چیز اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے ۔ اور یہ بات بار بار دہرائیں ۔ اس طرح بچے کا ذہن اللہ تعالیٰ کی طرف منتقل ہوگا اور چونکہ ہر نیکی کا منبع خدا تعالیٰ کی ذات ہے جن بچوں کا ذہن خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوگا وہ یقیناً نیکیوں کی طرف بھی مائل ہونگے ۔

بچپن ہی کی تربیت کے سلسلہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کئی خطبات میں والدین کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کروائی ہے کہ شروع ہی سے انہیں نماز کا عادی بنایا جائے ۔ نماز بُرائیوں سے روکتی ہے اور اگر بُرائیاں رُک جائیں تو پھر نیکیاں ہی نیکیاں رہ جاتی ہیں ۔ بچوں کو نماز کا عادی بنانے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اگر ہماری نمازیں زندہ ہو جائیں تو ساری انسانیت زندہ ہو جائے گی ۔ اس بات کے پیچھے جو روح کام کر رہی ہے وہ یہ ہے کہ نماز بُرائی سے روکتی ہے اور نیکی کو پھیلاتی ہے ۔ اگر ہماری نمازیں زندہ ہو جائیں تو یقیناً ہمارا ماحول نیکی سے معمور ہو جائے گا ۔ اور یہی وہ بات ہے جو انسانیت کو زندہ کرنے کا باعث بن سکتی ہے ۔ خدا کرے کہ ہم ساری انسانیت کو زندہ کرنے کا باعث بن سکیں ۔

اپنے داغوں کی نمائش ہے انا کی بُنیاد
دل کی ہر بات زباں پر نہیں لایا کرتے
لے کے تنقید کے تیر آپ چلے آئے ہیں
بزم میں آئیں ، مگر یوں نہیں آیا کرتے

ـــــــ ابو الاقبال

○

دوش پر ابر کے اک بحرِ اَلم آتا ہے
موسمِ گُل بھی لئے ظلم و ستم آتا ہے

سبھی دُکھ درد جواں ہو کے مچل اُٹھتے ہیں
جس گھڑی گیسوئے شب تاب میں خم آتا ہے

بات دو گھڑیوں سے جا پہنچی ہے کل پرسوں تک
اپنے وعدے پہ کوئی لَوٹ کے کم آتا ہے

وہ جو ہر درد کے درماں کا ہُنر رکھتا ہے
شب کی تنہائی میں مائل بہ کرم آتا ہے

کثرتِ نُور سے نظروں کے قدم رُکتے ہیں
اس قدر رُوپ کسی شخص پہ کم آتا ہے

دردِ دل ، داغِ جگر ، کربِ محبّت لے کر
میری محفل میں ہر اِک کشتۂ غم آتا ہے

ایک کے بعد کئی ایک ہیں عنوانِ فغاں
مُونسِ ہجر کو اب صبر بھی کم آتا ہے

میز پر خط ہیں کتابیں ہیں قلم کاغذ ہیں
ہم کو سب عیش کا سامان بہم آتا ہے

خوشنُما پھل یہ دئے جاتی ہے شیریں ، وافر
آنکھ کے پانی سے جس مٹی میں نم آتا ہے

امۃ الباری ناصر

تدبیر بھی ایک مخفی عبادت ہے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :

" یاد رکھو تدبیر بھی ایک مخفی عبادت ہے ۔ اس کو حقیر مت سمجھو ۔ اس سے وہ راہ کھل جاتی ہے جو بدیوں سے نجات پانے کی راہ ہے ۔ جو لوگ بدیوں سے بچنے کی تجویز اور تدبیر نہیں کرتے ہیں وہ گویا بدیوں پر راضی ہو جاتے ہیں ۔ اور اس طرح خدا تعالےٰ ان سے الگ ہو جاتا ہے ۔" (ملفوظات جلد نمبر ۷ صفحہ ۲۶)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر

(اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

فرماتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جب بھی رحمان خدا کی طرف سے کوئی نیا پیغام آیا ہے لوگوں نے ہمیشہ اس کا انکار کیا ہے۔ پھر یہ لوگ کس طرح اس پیغام کو قبول کر سکتے ہیں۔ اس جگہ خدائی پیغام کو ان معنوں میں نیا نہیں کہا گیا کہ ہر نبی کوئی نئی شریعت لاتا ہے۔ بلکہ ان معنوں میں اسے نیا قرار دیا گیا ہے کہ وہ پیغام دنیا کی نگاہوں سے مخفی ہوتا ہے دنیا اس کو بھول چکی ہوتی ہے۔ اور وہ اس سے ایسی غافل اور بیگانہ ہوتی ہے کہ باوجود اس کے کہ وہ اس کی اپنی کھوئی ہوئی چیز ہوتی ہے۔ پھر بھی وہ اسے ایک نئی چیز سمجھنے لگتی ہے۔ اور اس سے ڈر کر دور بھاگنے لگتی ہے۔ انہی معنوں میں اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر پہلی کتب الہامیہ کو بھی حدیث قرار دیا ہے اور قرآن کریم کی فضیلت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے کہ (۔۔۔) یعنی اللہ تعالیٰ نے بڑی شان اور طاقت اور قوت کے ساتھ اس کتاب کو اتارا ہے جو احسن الحدیث ہے۔ یعنی ساری الہامی کتابوں سے افضل ہے۔ پس ہر نبی جو دنیا میں ظاہر ہوا وہ دنیا کے لئے ایک نیا پیغام لایا۔ بعض انبیاء تو ان معنوں میں نیا پیغام لائے کہ وہ ایک ہدایت جدیدہ لے کر آئے اور کثیر انبیاء ان معنوں میں نیا پیغام لائے کہ انہوں نے وہ پرانی شراب جس کا سرچشمہ الٰہی نور تھا نئے برتنوں میں لوگوں کے سامنے پیش کی۔ مگر کبھی ایسا نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ کا کوئی پیغامبر آیا ہو اور دنیا نے اس کے پیغام سے اعراض نہ کیا ہو یا اسے مختلف قسم کے مصائب اور آلام کا نشانہ نہ بنایا ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو ایسے رنگ میں چلایا ہے کہ عام طور پر یہ اس کے عام قواعد کے ماتحت کام کرتی رہتی ہے اور بظاہر خدا کا ہاتھ اس کے کاموں میں نظر نہیں آتا۔ جب سے یہ کائنات پیدا ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو ایک چکر دے دیا ہے۔ اور یہ زمین سورج کے گرد اور چاند زمین کے گرد چکر کھا رہا ہے۔ اور پھر ساری کائنات شمسی مل کر ایک غیر معلوم جہت کی طرف چلی جا رہی ہے۔ بظاہر دیکھنے والا یہ خیال کرتا ہے کہ یہ اتفاقی حادثہ ہے۔ اور اس دنیا کو پیدا کرنے والا اور چلانے والا کوئی نہیں۔ کیونکہ ایک قانون ہے جو چل رہا ہے۔ مثلاً ایک ایسا شخص جس نے گھڑی نہیں دیکھی اگر وہ ایسے گھر میں آ جائے جہاں کوئی آدمی موجود نہ ہو اور ہفتہ بھر کی کنجی سے چلنے والی گھڑی چل رہی ہو تو وہ گھڑی کو دیکھ کر یہی سمجھے گا کہ یہ آپ ہی آپ چل رہی ہے۔ اسے چلانے والا کوئی نہیں جب تک وہ وقت نہ آجائے کہ جب گھڑی کو کنجی دی جاتی ہے یا جب تک وہ وقت نہ آ جائے کہ جب وہ گھڑی کھڑی ہو جائے۔ درمیانی عرصہ سے وہ یہ اندازہ نہیں لگا سکتا کہ کسی اور نے اس کو کنجی دی ہے۔ اور وہ چل رہی ہے اسی طرح دنیا کو چلانے والے نے لاکھوں کروڑوں سال پہلے اس کو کنجی دے دی اور یہ چل رہی ہے جس طرح گھڑی کو دیکھ کر انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ آپ ہی آپ چل رہی ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ واقف ہو اسی طرح دنیا کو دیکھ کر ایک ناواقف انسان یہ سمجھتا ہے کہ یہ آپ ہی چل رہی ہے۔ لیکن اس قانون کے علاوہ کبھی کبھی خدا تعالیٰ اپنی خدائی ثابت کرنے کے لئے بعض خاص باتیں بھی ظاہر کیا کرتا ہے جن سے پتہ لگ جاتا ہے کہ اس دنیا کا ایک خالق اور مالک ہے۔ جیسے گھڑی چل رہی ہو تو ایک ناواقف آدمی تو یہ سمجھے گا کہ یہ آپ ہی چل رہی ہے۔ کسی اور کا اس پر تصرف نہیں لیکن مالک آتا ہے اسے چابی دیتا ہے اور پھر اسے رکھ دیتا ہے تو اس کو دیکھ کر وہ سمجھ لیتا ہے کہ یہ گھڑی کسی اور کے ذریعے چل رہی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کبھی کبھی اپنی خاص صفات کے ذریعہ اپنے وجود کو ظاہر کرتا ہے اور اس کی صفات کا یہ ظہور اس کے رسولوں اور مصلحین کے ذریعے ہوتا ہے۔ لیکن یہ صاف بات ہے کہ جب خدا اس دنیا میں دخل دے گا تو اس کی کوئی وجہ ہو گی اور وہ وجہ یہی ہوتی ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ سے دور چلے جاتے ہیں وہ اس کو بھلا بیٹھتے ہیں اور اس کے احکام پر ہنسی اڑاتے ہیں اس وقت خدا تعالیٰ ان کو یاد دلانے کے لئے اپنا کوئی مامور اور مرسل بھیجتا ہے۔ جب وہ مامور اور مرسل دنیا میں آتا ہے تو وہ زمانہ وہی ہوتا ہے جب لوگ خدا تعالیٰ کو بھول چکے ہوتے ہیں۔ اور جو شخص کسی چیز کو بھول چکا ہو اس کو اس کی طرف توجہ دلانا کوئی آسان کام نہیں ہوتا کیونکہ اس نے بھول کر کوئی اور راستہ اختیار کیا ہوا ہوتا ہے اور یہ آنے والا اس کے روزمرہ اور معمول کے راستہ سے ہٹا کر اسے دوسری طرف لے جانا چاہتا ہے۔ اور جو شخص کسی چیز کا عادی ہو چکا ہو اس سے ہٹانے والا دوست نہیں بلکہ دشمن سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً ہمارے ملک میں بعض عادتیں راسخ ہو چکی ہیں۔ ہندوستان کی عورتیں پان کھاتی ہیں اب پان کا زندگی کے کسی شعبہ سے تعلق نہیں ہے۔ پان کے ذریعے علم حاصل نہیں ہوتا پان کے ذریعے روپیہ حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن باوجود اس کے اگر کوئی کہے کہ پان چھوڑ دو تو وہ اسے ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں گی اور اصرار کریں گی کہ ہم پان کو نہیں چھوڑ سکتیں بلکہ پان تو الگ رہا چھوٹی سے چھوٹی رسم کو بھی اگر چھڑانے کی کوشش کی جائے تو لوگ مخالفت کرتے ہیں مثلاً گاؤں کی عورتیں اپنے سر کو گھی لگاتی ہیں۔ شہر کی عورتیں سر میں تیل لگاتی ہیں۔ یورپ کی عورتیں تیل بھی پسند نہیں کرتیں۔ وہ ایک قسم کا لوشن استعمال کرتی ہیں۔ اب سر کو گھی لگانا زندگی کا کوئی جزو نہیں اگر زندگی کا جزو ہوتا تو تیل سے کس طرح گزارا ہو جاتا۔ اگر تیل زندگی کا جزو ہوتا تو خالی لوشن سے کس طرح گزارا ہو جاتا۔ دنیا کے ایک حصے کا تیل چھوڑ دینا۔ اور دوسرے حصے کا گھی چھوڑ دینا اور تیسرے حصے کا تیل اور گھی دونوں کو چھوڑ دینا بتاتا ہے کہ ان چیزوں کو انسان چھوڑ سکتا ہے لیکن باوجود غیر ضروری چیزیں ہونے کے اگر تم گاؤں کی عورتوں سے گھی چھڑوانا چاہو تو تمہیں سالہا سال لگ جائیں گے۔ وہ کہیں گی کہ اگر ہم گھی لگانا چھوڑ دیں تو ہمیں سردرد ہو جاتا ہے۔ زکام ہو جاتا ہے۔ اور وہ تمہاری مخالفت کریں گی۔ اور سمجھیں گی کہ تم ان کے راستہ میں روک بن رہے ہو غرض چھوٹی سے چھوٹی عادت کا چھڑانا بھی آسان کام نہیں ہوتا۔

لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والا مصلح تو ساری دنیا کو پلٹ دینے کے لئے آتا ہے۔ وہ ان کے طور طریق سے انہیں باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر اس کی کس طرح مخالفت نہ ہو چنانچہ جب بھی کوئی مصلح آتا ہے لوگ اس کی باتوں پر ہنسی اڑاتے ہیں۔ مذاق کرتے ہیں اسے مارتے پیٹتے ہیں۔ اس کے ساتھیوں کو مارتے پیٹتے ہیں اور یہ چیز برابر اور متواتر چلتی چلی جاتی ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو مکہ والے اس وقت کئی کئی معبود مانتے تھے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہنا شروع کیا کہ اللہ ایک ہے تو قرآن کریم میں لکھا ہے کہ مکہ والوں کو یہ عجیب بات معلوم ہوئی اور انہوں نے اس پر ہنسی اڑانی شروع کر دی وہ ایک دوسرے سے ملتے تو کہتے بتاؤ لات خدا ہے یا نہیں؟ وہ کہتا کیوں نہیں۔ پھر وہ کہتا اچھا منات خدا ہے یا نہیں وہ کہتا یقیناً ہے۔ پھر وہ کہتا عزیٰ خدا ہے یا نہیں وہ کہتا ضرور ہے۔ اس پر وہ ایک عجیب انداز میں قہقہہ مار کر کہتا کہ تم نے سنا یہ شخص کیا کہتا ہے۔ اس نے اتنے خداؤں کو ایک خدا بنا دیا ہے وہ یہ خیال کرتے تھے کہ جس طرح عورتیں چٹنی بناتی ہیں تو کچھ نمک لیتی ہیں کچھ مرچیں لیتی ہیں کچھ پودینہ لیتی ہیں اور ان سب کو پیس کر چٹنی بنا لیتی ہیں اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لات، منات، عزیٰ وغیرہ کو۔۔ کوٹ پیس کر ایک خدا بنا دیا ہے۔

اب میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ہماری ذمہ داریاں بہت بڑی ہیں اور جماعت کو اپنی ذمہ داریوں سے متعلق سوچنا چاہئے۔ میں نے بارہا اس طرف توجہ دلائی ہے۔ اور اس وقت تک دلاتا رہوں گا جب تک خدا تعالیٰ توفیق دے کہ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے جب تک کوئی اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح نہیں سمجھتا اس وقت تک کچھ نہیں کر سکتا۔ دیکھو اگر کوئی آپ لوگوں کو کسی جگہ بھیجے اور یہ نہ بتائے کہ کیا کرنا ہے تو وہاں جا کر آپ وقت ضائع کرنے کے سوا کچھ نہ کر سکیں گے۔ اور اگر بتا دے کہ فلاں کام کرنا ہے اور آپ اس کو اچھی طرح سمجھ لیں تو پھر بے شک اس کام کو کر سکیں گے۔ پس ایمان لانے والے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے فرض اور ذمہ داری کو سمجھے ورنہ کامیابی نہیں ہو سکتی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حافظ قدرت اللہ صاحب ـــــ لندن

ایک خط — کچھ یادیں

میرے محترم و مکرم جناب نسیم سیفی صاحب
ایڈیٹر الفضل - ربوہ

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے ؎

گذر چکی ہیں جو احسان ان کی محفل میں
اُنہی قرار کی گھڑیوں نے بیقرار کیا

محترم بھائی! آپ کی محبت بھری یاد سے تو دل کبھی بھی خالی نہیں ہوا۔ ہاں سستی بھی انسان سے کچھ ہو جاتی ہے۔ لیکن میں تو زیادہ تر اپنی علالت اور بیماری کی وجہ سے۔ باوجود خواہش کے تحریراً بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے قابل نہ ہو سکا۔ گذشتہ سال جلسہ سالانہ کے موقع پر لندن میں ایک عرصہ کے بعد آپ سے ملاقات ضرور ہوئی۔ مگر وہ اس قدر مختصر تھی کہ تشنگی دور ہونے کی بجائے کچھ اور بھی بڑھ گئی۔ اُن دنوں ایک تو اپنی بیماری کی وجہ سے میں خود ہسپتال میں تھا۔ مگر جب باہر آیا تو آپ کی مصروفیات کا اور آپ کے قدر دانوں کا ہجوم کچھ اسقدر تھا کہ ہماری رسائی بہت کم ہو سکی۔ شکوہ بھی آپ سے کیا ہونا تھا۔ آپ کی مجبوریوں کا تو کچھ علم ہی تھا۔ اس لئے یہ کہہ کر دل کو تسلی دے لی کہ

؎ "کچھ تو مجبوریاں رہی ہوں گی"۔

اور بس جی کی جی میں ہی رہ گئیں۔ تاہم اس امر سے خوشی بھی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی قابل قدر خدمات کی توفیق دے رہا ہے جو جوانی میں بھی ذرا کم ہی کسی کو میسر آتی ہیں۔ ورنہ عمر کے اس دَور میں تو لوگ بعض دفعہ جوانی کو بھی ترس جاتے ہیں جیسے ہمارے حسن رہتاسی صاحب نے کہا ہے۔ کہ اے خدا ؎

بِن مانگے حسن کو جو دیا تو نے بڑھاپا
اب اسے مانگے یہ کچھ تو جوانی بھی عطا کر

بہرحال آپ کی محبت بھری یاد جو ایک عرصہ سے اندر ہی اندر اپنا اثر دکھا رہی تھی اور کسی طور ذرا باہر نکلنے کی گنجائش تلاش کر رہی تھی۔ اس نے ایک دفعہ پھر جوش مارا اور اس کے ساتھ صحت نے بھی کچھ اجازت دے دی۔ تو آپ کی خدمت میں اب حاضر ہو رہا ہوں۔ ورنہ عام خط و کتابت تو میری بند ہی ہے۔ اس موقعہ پر اس وجہ سے بھی کہ ایک تو نیا سال ہے کچھ دعا کی تحریک ہو جائے اور پھر کچھ اتفاق سے انہی دنوں عاجز کی شادی پر بھی ۵۰ سال کا عرصہ گذرا۔ اور پھر اس نئے سال میں اپنی زندگی بھی اب ۷۵ ویں سال کو ہاتھ لگا رہی ہے۔ طبعاً اس موقعہ پر گذرے ہوئے پر لطف ایام کی یاد اور آپ ایسے بھائیوں کی کرم فرمائیاں اور پھر خدا تعالیٰ کے بے انتہا کرم اور احسانات ایک ایک کر کے سامنے آ رہے ہیں جو قدم قدم پر اس عاجز۔ کمزور اور گنہگار پر اس نے کئے اور ان احسانات پر اپنے مولا کا جس قدر بھی شکر ادا کیا جا سکے کم ہے۔

اس موقعہ پر اپنے والدین کے لئے بھی دل سے دعا نکلتی ہے جن کی نیکی اور دعاؤں کے طفیل عاجز کی زندگی کی ابتداء حفظ قرآن سے اور پھر اس کے بعد ۳۹ء میں وقف زندگی کی صورت میں ہوئی۔ دراصل میری زندگی کا یہی ایک بنیادی جذبہ تھا جو اگر بعد میں کسی کام آسکا تو بس اسی میرے مولا کا احسان ہے اللہ تعالیٰ انجام بخیر فرما دے۔

جیسا کہ آپ کو علم ہوگا کہ دوسری جنگِ عظیم کے معاً بعد واقفین کا ہمارا قافلہ جو ۹ افراد پر مشتمل تھا۔ ۴۵ء میں خدمتِ دین کے لئے قادیان سے انگلستان روانہ ہوا۔ یہ قافلہ بمبئی سے بذریعہ بحری جہاز چلا جو تین ہفتوں میں انگلستان پہنچا۔ تمام سفر زیادہ تر ذکر الٰہی اور عبادات میں ہی گذرا۔ نمازوں کی امامت کی خدمت اس عاجز کے سپرد تھی چنانچہ لندن پہنچنے تک نمازوں اور نوافل وغیرہ میں سارا قرآن پاک ختم کیا۔ اور پھر لندن پہنچنے پر وہاں کی بیت الذکر میں پہلی دفعہ رمضان المبارک میں بھی اس عاجز کو قرآن کریم ختم کرنے کی توفیق ملی۔

ابتداءً تو کچھ عرصہ اس عاجز کو لندن میں بھی کچھ خدمت دین کی توفیق ملی۔ مگر اس کے بعد ۴۷ء میں ہالینڈ میں نئے مشن کے قیام کے لئے اس عاجز کو جانے کا ارشاد ہوا۔ اس دوران ہمارے قافلہ کے دوسرے افراد اور بعض دیگر واقفین بھی جو جنگ کے بعد خدمت دین ہی کی غرض سے لندن میں آئے ہوئے تھے۔ وہ سب کے سب یورپ کے مختلف ممالک میں بلکہ امریکہ تک پھیل گئے۔

ہالینڈ کی ڈچ زبان سے اس عاجز کو ابھی بالکل ناواقفیت تھی۔ اور ویسے بھی زندگی کا کوئی خاص تجربہ نہ تھا۔ تاہم اللہ کا نام لے کر وہاں کام شروع کر دیا۔ خدا تعالیٰ نے کام میں برکت ڈالی اور ۵۰ء میں وہاں بیت الذکر کے لئے زمین بھی خرید لی گئی۔ جہاں ۵۵ء میں بفضلہ تعالیٰ عمارت بھی تعمیر ہو گئی جس کا افتتاح مرکزی ارشاد کے مطابق حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے فرمایا۔ نیز اسی سال قرآن کریم کی طباعت اور اشاعت بھی عمل میں آئی۔ جو خدمتِ دین کے ضمن میں ایک اہم ترین قدم تھا۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہالینڈ میں سالہا سال حضرت چوہدری صاحب کا وجود ہمارے لئے بڑی خیر و برکت کا موجب رہا۔ اللہ ان کے درجات بلند فرما دے۔

ہالینڈ میں اس عاجز کو کل ۱۵ سال کا عرصہ کام کا موقعہ ملا۔ اس دوران مشن کا مختلف حالات میں سے گزر ہوا اور یہ اللہ تعالیٰ کا ہی احسان ہے کہ باوجود ابتدائی مشکلات کے اس نے مشن کے نام اور کام کو اتنی برکت دی کہ دنیا کی بعض عظیم شخصیتوں کو اس مشن میں خوش آمدید کہنے کا موقعہ ملا۔ ان سب کا ذکر تو اس مختصر خط میں مشکل ہے۔ مگر ان میں سے بعض کا ذکر شائد بے جا نہ ہو۔ خصوصاً ان بعض قابل قدر افراد کا جن کا تعلق اسلامی ممالک سے تھا اور جن کی یادوں کا اثر آج تک بھی دل کو گرما جاتا ہے۔ ان میں سے ایک سعودی عرب کے پرنس فیصل تھے جو ریاض کے لارڈ میئر تھے۔ وہ مشن کے کام سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے واپس پہنچ کر مشن کی لائبریری کے لئے بہت سی اسلامی کتب بذریعہ ہوائی جہاز ارسال فرمائیں پھر ملیشیا کے وزیر اعظم تنکو عبدالرحمان تھے جن کو ہم نے ویلکم کیا۔ پھر نائیجیریا کے پریذیڈنٹ الحاج ابوبکر تفاوا۔ بلیوا تھے جن کی مجلس ہمارے لئے لطف کا باعث رہی۔ اسی طرح پاکستان کی ایک شخصیت محترمہ بیگم رعنا لیاقت علی خان تھیں جن کی آمد ہمارے لئے خوشی کا باعث ہوئی پھر پاکستان ہاکی کی ٹیمیں اولیمپک گیمز میں گولڈ میڈلز حاصل کرنے کے بعد ۶۰ء میں اور پھر ۶۴ء جب ہالینڈ سے گذریں تو دونوں دفعہ وہ مشن بھی آئیں جن کا قرار واقعی استقبال کیا گیا۔ یہ سب واقعات ایک گذرتی ہوئی فلم کی طرح دماغ میں آ رہے ہیں۔ دل چاہتا تھا کہ ان یادوں میں اگر ممکن ہو سکے تو کچھ آپ کو بھی حصہ دار کر لیا جائے۔ کیونکہ آپ سے دیرینہ تعلق کچھ اس قسم کا ہے کہ آپ کسی طور بھلائے بھی نہیں جا سکتے۔ جیسے کسی نے کہا ہے۔ ؎

کچھ لوگ کسی طور بھی آتے ہی نہیں یاد ۔ مگر
کچھ لوگ کسی طور بھلائے نہیں جاتے

میرے محترم! پرانی یادوں میں سے ایک خاص یاد جو آج تک بھی لطف دیتی ہے۔ وہ جناب قائداعظم جناح صاحب سے ملاقات ہے جو ایک دفعہ تو کوئٹہ میں ہوئی جو مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب کی معیت میں تھی۔ اس وقت ملنے والے ہم دونوں ہی تھے۔ گو ملاقات کے یہ لمحات اپنے ہی رنگ کے تھے مگر بڑے لطف کا موجب تھے۔ پھر دوسری ملاقات ان سے ۴۶ء میں لندن میں ہوئی۔ جب وہ انگلستان تشریف لائے اور نظریہ پاکستان کے ضمن میں یہاں CAXTON ہال میں ایک اہم لیکچر انہوں نے دیا۔ اس موقعہ پر ان کے لیکچر سے قبل تلاوت کے فریضہ کا شرف اس عاجز کو حاصل ہوا۔ جس کی یاد آج تک بھی تازہ ہے۔ پھر ۶۰ء کی بات ہے نائیجیرین حکومت نے اپنی آزادی کے موقعہ پر مجھے اور میری اہلیہ کو ہالینڈ سے مدعو کیا اور آمد و رفت کے جملہ اخراجات بھی برداشت کئے اور ۱۵ روز بطور خاص مہمان کے اعزاز کے ساتھ اپنے پاس رکھا۔

محترم بھائی! اور کس کس بات کا تذکرہ کروں۔ زندگی تو بس اللہ کے فضل سے ایسے ہی کچھ گذرتی رہی۔ ہالینڈ کے علاوہ پھر مجھے انڈونیشیا میں بھی دس سال خدمت کا موقعہ ملا۔ اور دو دفعہ مجھے وہاں جانے کا ارشاد ہوا۔ وہاں کے حالات ہالینڈ سے کچھ مختلف تھے۔ مگر ڈچوں کا اثر وہاں ضرور تھا جنہوں نے تین سَو سال وہاں حکومت کی تھی۔ لوگ وہاں کے بہت اچھے تھے اور بڑی محبت کرنے والے تھے۔ پریذیڈنٹ سوئیکارنو صاحب سے بھی متعدد مرتبہ ملاقات ہوئی اور بڑے اچھے واقف ہو گئے تھے اور ہمیشہ ہی محبت سے ملے۔ اللہ انہیں جزا دے۔

محترم! مجھے اس امر کا احساس ہے کہ ضرورت سے زیادہ آپ کا کچھ وقت لے رہا ہوں۔ آپ کے لئے تو ایسے حالات کوئی نئی چیز نہیں۔ آپ کی تو ساری زندگی ہی ایسے حالات میں سے گذری ہے بلکہ بہت زیادہ کامیابیوں کے ساتھ گذری ہے اور مزید برآں اللہ تعالیٰ اب جو آپ کو الفضل کے ضمن میں جن اہم خدمات کی توفیق دے رہا ہے۔ وہ اَور بھی زیادہ قابلِ رشک ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی میں برکت دے اور اپنے فضلوں کو اَور بھی زیادہ جذب کرنے کی توفیق عطا فرما وے۔

آخر پر معذرت خواہ ہوں کہ اپنی بعض یادوں میں محو ہو کر آپ کا بہت سا قیمتی وقت لے لیا۔ گو شروع کرتے وقت میرا اس قدر خیال نہ تھا۔ صرف زندگی کے پچاس سالہ اس موڑ پر اللہ تعالیٰ کے احسانات

باقی صـ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لجنہ کالم

حضرت فضل عمر فرماتے ہیں۔

ایک مشہور تاریخی واقعہ مجھے یاد آگیا ہے۔ حضرت جنید بغدادیؒ کے ایک شاگرد تھے جو عالم اسلامی میں خود بھی بہت بڑی شہرت کے مالک ہیں وہ ایک بڑے خاندان کے فرد اور حکومت وقت کی طرف سے ایک صوبے کے گورنر مقرر تھے۔ مگر سخت ظالم اور سفاک انسان تھے۔ اتنے ظالم کہ سارا علاقہ ان کے ظلموں سے چلا اٹھا۔ ایک دفعہ وہ بادشاہ کے دربار میں حاضر تھے ایک جرنیل بادشاہ کے سامنے پیش ہوا ان دنوں ایران کی مہم درپیش تھی۔ اور بغدادی لشکر کو فتح حاصل ہوئی تھی۔ بادشاہ نے اس جرنیل کو عزت افزائی کے لئے بلوایا تاکہ ایک ایسا ملک جو سالہا سال تک حکومت کے لئے کانٹا بنا رہا تھا۔ اس کے فتح کرنے پر اسے خلعت دے۔ اور انعام سے سرفراز کرے۔ جب جرنیل بادشاہ کے سامنے پیش ہوا تو بدقسمتی سے وہ رومال لانا بھول گیا اس روز اسے نزلے کی شکایت تھی عین اسی وقت جب بادشاہ نے اسے خلعت پیش کیا اور وہ خلعت پہن کر بادشاہ کے سلام کے لئے آگے بڑھا اسے چھینک آئی اور ناک میں سے فضلہ بہہ پڑا۔ اس نے جیب ٹٹولی تو پتہ لگا کہ رومال نہیں۔ اسپر اس نے آنکھ بچا کر اس خلعت کے دامن سے ہی اپنا ناک پونچھ لیا۔ بدقسمتی سے بادشاہ کی نظر اس پر جا پڑی۔ جونہی اس نے دیکھا کہ جرنیل نے اس کی عطا کردہ خلعت سے ناک پونچھا ہے وہ آگ بگولہ ہو گیا۔ اس نے نہایت غصے سے کہا کہ اس جرنیل نے ہماری خلعت کی ہتک کی ہے۔ خلعت اتار لو اور اسے ذلیل کر کے ہمارے دربار سے نکال دو۔ اس وقت شبلی بھی دربار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جونہی انہوں نے یہ بات سنی ان کی چیخیں نکل گئیں۔

بادشاہ نے کہا تم کیوں روتے ہو۔ شبلی نے کھڑے ہو کر کہا حضور میرا استعفیٰ منظور فرما لیجئے میں اب ملازمت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ بادشاہ نے انہیں بہت سمجھایا مگر انہوں نے کہا میں اب یہاں رہنا نہیں چاہتا۔ بادشاہ نے کہا آخر وجہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا وجہ یہ ہے کہ یہ جرنیل جو آپ کے سامنے پیش ہوا اس نے آپ کی بادشاہت کے استحکام کے لئے کس قدر کوششیں کی تھیں۔ یہ شخص سال بھر لڑائیاں لڑتا رہا۔ ہر صبح جب اس کی بیوی اٹھتی تو وہ سمجھتی تھی کہ شائد آج میں بیوہ ہو جاؤں گی۔ اور ہر شام جب وہ سوتی تو دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ سوتی اور خیال کرتی کہ جب میں صبح اٹھوں گی تو شائد میری بیوگی کی خبر آجائے گی۔ اس کے بچے بھی ہر صبح یہی خیال کرتے تھے۔ کہ شائد آج ہم یتیم ہو جائیں گے۔ اور ہر شام اس خیال سے سوتے تھے۔ کہ شائد صبح جب طلوع ہوئی تو ہمیں اطلاع ملے گی کہ آج سے تم یتیم ہو گئے ہو۔ اتنی بڑی قربانیوں کے بعد جب یہ شخص واپس آیا تو آپ نے اسے عزت افزائی کے طور پر کچھ کپڑے دیئے مگر ایک ایسی مرض کی وجہ سے جو اس کے اپنے اختیار میں نہ تھی۔ اسے چھینک آئی۔ فضلہ بہہ پڑا۔ اور چونکہ رومال لانا اسے یاد نہ رہا تھا۔ اس نے خلعت سے ہی ناک پونچھ لیا اس پر آپ کو غصہ آیا اور آپ نے اس کی اس حرکت کو اس قدر ناپسند کیا کہ اس کا خلعت اتروا لیا محض اس لئے کہ اس نے خلعت کا ناجائز استعمال کیوں کیا ہے۔ یہ کہہ کر ان کی پھر چیخیں نکل گئیں اور انہوں نے روتے ہوئے کہا اے بادشاہ مجھے بھی خدا نے ایک خلعت بخشا ہے۔ مجھے بھی اس نے انسانیت دی مجھے بھی اس نے عقل دی مجھے بھی اس نے ناک کان آنکھیں، منہ، زبان اور دوسرے اعضاء دئے۔ اس جرنیل کو تو یہ خلعت اتنی بڑی خدمت کے بعد ملا تھا۔ مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی خدمت اور بغیر کسی قربانی کے یہ خلعت دیا۔ پھر اس نے تو صرف ناک پونچھا تھا۔ میں نے تو اس خلعت کو اتنا خراب کیا ہے کہ اب وہ پہچانا تک نہیں جاتا۔ اسی لئے میں حیران ہوں کہ جب میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گا تو میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائیگا۔ میں اب حقیقت کو سمجھ چکا ہوں میں ملازمت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ میرا استعفیٰ منظور فرما لیا جائے۔ اس کے بعد شبلی مختلف بزرگوں کے پاس گئے اور کہا کہ میں توبہ کرنا چاہتا ہوں۔ مگر وہ اپنے مظالم میں اتنے مشہور تھے کہ ہر شخص جس کے پاس وہ جاتے وہ انہیں کہتا کہ تمہارے جیسے آدمی کی توبہ کہاں قبول ہو سکتی ہے۔ آخر وہ حضرت جنید بغدادیؒ کے پاس گئے جو صوفیاء کے آباء سمجھے جاتے ہیں۔ اور ان سے کہا کہ میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ میں توبہ کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہاں توبہ کا راستہ ہر ایک کے لئے کھلا ہے۔ مگر ایک شرط تمہیں ماننی پڑے گی۔ تاکہ پتہ لگے کہ تم سچے دل سے توبہ کر رہے ہو یا صرف ظاہری طور پر۔ انہوں نے کہا آپ شرط بیان کریں مجھے اس کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہو گا۔ انہوں نے کہا شرط یہ ہے کہ تم جس جگہ گورنر رہے ہو وہاں جاؤ اور ایک ایک دروازے پر دستک دے کر کہو کہ میں اپنے مظالم کی تم سے معافی مانگتا ہوں۔ تاکہ پتہ لگے کہ اب تم تائبانہ زندگی بسر کرنا چاہتے ہو۔ شبلی نے کہا بے شک مجھے منظور ہے۔ چنانچہ وہ گئے اور جس جگہ وہ گورنر رہے تھے اس جگہ کے ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک تمام لوگوں سے یہاں تک کہ غلاموں اور چوہڑوں اور چماروں تک سے بھی انہوں نے معافی مانگی۔ ہر ایک کے دروازے پر دستک دیتے اور کہتے میں تم سے عاجزانہ معافی مانگتا ہوں میں نے بڑے بڑے ظلم کئے ہیں مگر اب میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں جس سے میں ان مظالم کا ازالہ کر سکوں۔ میں عاجزی اور لجاجت سے معافی مانگتا ہوں اور اپنے قصوروں پر سخت نادم اور شرمندہ ہوں جب وہ ایک ایک شخص سے معافی مانگ کر واپس آگئے تب حضرت جنید بغدادیؒ نے ان کی بیعت قبول کی اور پھر انہوں نے اتنی ترقی کی کہ خود بھی ایک بہت بڑے پایہ کے بزرگ بن گئے۔

تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو خلعت عطا کیا گیا ہے۔ ہمیں اس کے متعلق ہمیشہ یہ مدنظر رکھنا چاہیئے کہ جب ہم خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہوئے تو ہمیں اس کے متعلق جواب دینا پڑے گا۔

آخر دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہے۔ یا تو دین حق سچا ہے یا جھوٹا۔ اگر دین حق سچا مذہب ہے اور اگر مرنے کے بعد ایک زندگی ہمیں ضرور حاصل ہو گی اور اگر یہ صحیح ہے کہ ایمان لانے والوں کو جنات عدن عطا کئے جائیں گے تو پچاس ساٹھ سالہ دنیوی زندگی کے لئے جو شخص کوشش کرتا ہے کیا وجہ ہے کہ اگر اسے مرنے کے بعد کی زندگی پر بھی ایسا ہی یقین ہے تو اس کے لئے دنیوی زندگی سے ہزاروں گنے کوششیں کیوں نہیں کرتا۔ اگلی زندگی کو اچھا بنانے کے لئے اگر یہاں کسی کو تکلیف بھی برداشت کرنی پڑے تو اگلی زندگی کے مقابلے میں اس دنیا کی زندگی کی حقیقت ہی کیا ہے۔ وہ ایک نہ ختم ہونے والی زندگی ہے۔ اور یہ زندگی زیادہ سے زیادہ پچاس ساٹھ یا ستر۔ اسی سال تک چلی جاتی ہے یہ زندگی تو اس کے مقابلے میں اتنی بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ جتنی پچاس ساٹھ سالہ زندگی کے مقابلے میں ایک منٹ کی حیثیت رکھتی ہے۔ کیا دنیا میں کوئی بھی انسان ایک منٹ کی تکلیف پر گھبراتا ہے۔ بالخصوص ایسی حالت میں جب اسے یقین ہو کہ ایک منٹ کے بعد مجھے ساری عمر اور کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ پھر وہ انسان کیا انسان ہے کہ اس دنیا کی تکالیف کو اہمیت دیتا ہے اور اگلے جہان کی زندگی کو نظر انداز کر دیتا ہے۔

بقیہ: صـ۴ سے آگے

پر تشکر کا ایک جذبہ تھا جس کا اظہار مقصود تھا۔ اور طبعاً اس موقعہ پر آپ ایسے کرم فرماؤں کی یاد بھی آگئی۔ اب اجازت چاہتا ہوں۔ خدا نے چاہا تو پھر کبھی ملیں گے۔ ازراہِ کرم اپنی دعاؤں میں نہ بھولیں۔ اللہ تعالےٰ انجام بخیر کرے اور زندگی کے جو لمحات باقی ہیں وہ اسی کی رضا کے مطابق بسر ہوں

اولاد کی تربیت کی کوشش کرو

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب امام جماعت احمدیہ (الاوّل) فرماتے ہیں:

"اولاد کے لئے ایسی تربیت کی کوشش کرو کہ ان میں باہم اخوت۔ اتحاد۔ جرأت۔ شجاعت۔ خودداری۔ شریفانہ آزادی پیدا ہو۔ ایک طرف انسان بناؤ دوسری طرف خدا کا سچا فرمانبردار"

(خطبات نور جلد اوّل صـ۹۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زبیدہ عثمان

محترم مولانا عبدالرحمن صاحب مبشر آف ڈیرہ غازیخان

میرے پیارے ابا جان مکرم مولانا عبدالرحمن مبشر صاحب آف ڈیرہ غازیخاں مسلسل بیماریوں کا مقابلہ کرتے ہوئے مورخہ ۴، اور ۵، نومبر ۱۹۹۰ء کی درمیانی شب کو بائیں ٹانگ کے آپریشن کی وجہ سے فضل عمر ہسپتال ربوہ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

اپنی وفات سے کچھ دن پہلے اپنے گھر واقع عقب فضل عمر ہسپتال ربوہ میں گر گئے اور ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ انھیں اسی وقت فضل عمر ہسپتال میں لایا گیا۔ جہاں ہمارے ہسپتال کے کارکنان نے اور ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب نے ان کی دن رات خدمت کی اور ان کی بھر پور تیمارداری کی میرے ساتھ ابا جان کو بہت زیادہ پیار تھا۔ میرا پیشہ بھی چونکہ ایسا ہے جس میں خدمت خلق بھی شامل ہے۔ ہر وقت مریضوں میں گھرے رہنے کے باوجود دن میں کئی مرتبہ ہسپتال جاتی۔ پیارے ابا جان بہت ہی باہمت اور زندہ دل انسان تھے اور سب سے بڑھ کر احمدیت کے نڈر اور سچے خادم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو ایسے کاموں کی توفیق دی جنہیں لوگ رہتی دنیا تک یاد رکھیں گے۔

ہمارے سب سے بڑے بھائی عبدالوہاب قمر پاکستان کلاتھ ہاؤس ڈیرہ غازی خان سے والد صاحب کو بہت زیادہ پیار تھا۔ انھوں نے والد صاحب کی بہت خدمت کی، انھوں نے بڑا بیٹا ہونے کا حق ادا کر دیا۔ نہ تو والدین دنیا میں بار بار آتے ہیں اور نہ ہی ایسے سعادت مند بیٹے بار بار جنم لیتے ہیں۔ آج والد صاحب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ لیکن ہمارے بڑے بھائی خدا تعالیٰ انھیں رہتی دنیا تک سلامت رکھے۔ اب وہی ہمارے باپ کا مقام ہیں۔

ہمارے والد صاحب اور والدہ صاحبہ میں بے انتہا پیار تھا۔ ہماری والدہ صاحبہ نے بھی دنیا میں جنت کمائی تھی۔ ہمارے والد صاحب نے بھی اپنی زندگی کے ساتھی کو ہمیشہ بہت خوش رکھا۔ ہماری والدہ صاحبہ کا نام فرخندہ بیگم تھا اور وہ ڈاکٹر ظفر حسن صاحب قادیانی کی بیٹی تھیں۔ ہم نے ہمیشہ ابا جان اور امی جان کو خوشگوار زندگی میں ہنستے ہوئے پایا۔ ہمارے ابا جان جماعت احمدیہ کے ایک نڈر سپاہی تھے۔ اُن کی علمی کاوشوں کو سراہتے ہوئے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ نے ایک تعریفی خط میں فرمایا "کہ مولوی صاحب قلم کا جہاد کر رہے ہیں"

زندگی میں تین دفعہ ان کا پراسٹیٹ کا آپریشن ہوا۔ مسلسل بیماری، کمزوری اور نقاہت کے باوجود قلمی جہاد جاری رکھا۔ میرے پیارے ابا جان اپنی بیماری کے باوجود خدا تعالیٰ سے زندگی کی مہلت مانگتے رہے کہ میں نے جو کام شروع کیا ہے وہ پورا کر لوں پھر خدا تعالیٰ مجھے اپنے پاس بلائے۔

ہمارے والد صاحب کا پورا نام عبدالرحمن مبشر اور انکے والد کا نام سردار احمد خان ولد غازی خان اور والدہ محترمہ کا نام بختاور بی بی تھا۔ قوم بلوچ جائے پیدائش چاہ دروالا موضع بستی رانجھا ہے۔ جو صدر مقام ضلع ڈیرہ غازی خان سے ۲۸ میل جانب شمال برلب دریائے سندھ واقع ہے۔ ہمارے جدِ امجد حضرت میر احمد صاحب کو حضرت بہلول حق صاحب نے جن کا مزار ملتان شہر کے پرانے قلعے میں ہے۔ اپنا مخلص مرید اور خلیفہ ہونے کی وجہ سے "شیخ" کا لقب عطا فرمایا۔ اسی وجہ سے ہمارا خاندان بلوچ ہونے کے باوجود شیخ کہلاتا ہے۔

ابا جان کی تاریخ پیدائش اندازاً جو پرائمری سکول بستی رانجھا کے رجسٹر میں درج ملی ہے۔ اگست ۱۹۰۸ء ہے۔ والدین فوت ہوئے تو کسمپرسی کی حالت میں ترک وطن کر کے پہلے سید شاہ نواز صاحب کے پاس اور پھر چاہ گجر والا میں حافظ نور محمد صاحب کھلول اہل حدیث کے پاس دینی تعلیم کیلئے پہنچے پھر حافظ نور محمد صاحب کی معیت میں ۱۹۲۰ء میں اپنے برادر کلاں مولوی عبدالرزاق صاحب کے ساتھ مدرسہ حمیدیہ اہل حدیث دہلی جا کر داخل ہوئے اور قرآن مجید وہیں ختم کیا۔ اس کے بعد مدرسہ فریدیہ قصور میں ۱۹۲۷ء میں ملتان چھاؤنی آکر ایک دفتر میں ملازمت کر لی اور ملتان ہی میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم منشی عبدالواحد صاحب سائر اور مکرم شیخ فضل الرحمن صاحب اختر کی تربیت سے قبولِ احمدیت کی توفیق پائی۔ ۱۹۳۰ء میں مکرم جناب مولوی ظفر محمد صاحب فاضل سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ اور محترم جناب شیخ مبارک احمد صاحب کی تحریک پر قادیان دارالامان پہنچے۔ کچھ عرصہ ایک نظارت میں حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے زیر سایہ دفتر میں کام کیا۔ اور ۱۹۳۵ء میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ امتحان پاس کر کے مربی کلاس کا امتحان ۱۹۳۷ء میں پاس کیا۔ ۱۹۴۴ء میں ملازمت ترک کر کے قادیان میں ایک مکتبہ بشاراتِ رحمانیہ کے نام سے قائم کیا۔ اس عرصہ میں متعدد تربیتی اور تعلیمی کتب تصنیف تالیف کرنے کی توفیق پائی۔ اور قرآن کریم مترجم بطرز جدید بھی بعد میں چھ جلدوں میں مکمل کیا۔

۱۹۴۷ء میں اپنے وطن ڈیرہ غازیخاں میں واپس آکر سکونت پذیر ہوئے۔ قادیان سے واپس آنے کے بعد تالیف و تصنیف کا سلسلہ جاری نہ رکھ سکے۔ کیونکہ تمام کتب خانہ مسودات کتابت شدہ کاپیاں غرض یہ کہ ساری عمر کا اندوختہ نذر انقلاب ہو گیا تھا۔ ڈیرہ غازی خان آکر پہلے خشک میوے اور پھر کپڑے کی دوکان کر لی۔ ۱۹۵۵ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر بیت المبارک اور صدر انجمن احمدیہ کے کوارٹروں کی درمیانی شاہراہ پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) نے ان کا ہاتھ پکڑا اور ایک طرف لے گئے اور فرمانے لگے کہ مولوی صاحب آج کل آپ کیا کر رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ڈیرہ غازیخاں میں کپڑے کی دکان کھول رکھی ہے۔ فرمایا واہ یہ بھی کوئی کام ہے یہ کام تو ایک ان پڑھ بھی کر سکتا ہے آپ نے قادیان میں رہ کر جو علم حاصل کیا ہے وہ کس کام آئے گا۔ پھر فرمایا قیامِ قادیان کے دوران آپ نے بہت اچھی اچھی کتابیں تالیف کی ہیں۔ وہ سلسلہ بہت ہی مفید تھا۔ آپ دوبارہ وہی کام شروع کریں۔ اس پر آپ نے اپنی کچھ مجبوریوں کا ذکر کیا تو حضرت میاں صاحب نے کمالِ شفقت سے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا کہ نہیں تم وہی کام شروع کرو۔ اللہ تعالیٰ خود مدد کرنے والا ہے۔ نیز فرمایا تالیف و تصنیف کا کام جماعت میں جاری رہنا ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا کہ انسانی جسم میں دورانِ خون۔ نہایت نامساعد حالات میں دوبارہ تالیف کا کام شروع کر دیا۔ سب سے پہلے بشارات رحمانیہ جلد دوئم شائع کی۔ جس کا پیش لفظ از راہِ ذرہ نوازی حضرت فضل عمر (اللہ آپ سے راضی ہو) نے اپنے قلم مبارک سے لکھا۔

بشارات رحمانیہ کے بعد قرآن مجید مترجم بطرز جدید کے چار پارے پارہ اوّل، دوئم، سوئم اور چہارم شائع ہو کر مقبول خاص و عام ہوئے۔ پھر خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے متعدد کتابیں تالیف کر کے شائع کیں۔

بوجہ مسلسل بیماری اور نقاہت کے ابا جان نے اپنی آخری کتاب عالمگیر برکات مامور زمانہ لکھی۔ جس پر انھیں جماعت کی طرف سے انعام بھی ملا۔ یہ سب تحریریں ہمیشہ ہر گھر میں پڑھی جائیں گی۔ لیکن ہمارے پیارے ابا جان نظر نہیں آئیں گے۔ وفات کے بعد ان کا دایاں ہاتھ اس طرح تھا جیسے قلم پکڑا ہو اور ابھی کچھ لکھنے لگے ہیں۔ وہ ہمیشہ قلم پر غالب رہے۔ آج ان کی زندگی کے حالات لکھتے ہوئے میں تھکن محسوس کر رہی ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو اس قدر ہمت عطا کی تھی کہ وہ ہم سب کے لئے کبھی نہ ختم ہونے والا خزانہ چھوڑ گئے ہیں۔

بیماری نے ان کا ساتھ نہیں دیا ۸۲، سالہ زندگی یوں گزر گئی جیسے ابھی کل کی بات ہو۔ ہماری امی جان کی وفات کے بعد ان کی دوسری شادی ہماری خالہ زاد طاہرہ سے ہوئی۔ انھوں نے ابا جان کی دن رات خدمت کی۔ خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس طرح وہ ہم سب کو سوگوار چھوڑ کر ۵، نومبر ۱۹۹۰ء کو اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ ان کی نماز جنازہ بیت المبارک میں ادا ہوئی۔ اور تدفین بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر ۱۹ میں ہوئی۔

استغفار کلید ترقیات ہے

ایک شخص نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے اپنے قرض کے متعلق دعا کے واسطے عرض کی۔ فرمایا:

"استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کے واسطے غموں سے سُبک ہونے کے واسطے یہ طریق ہے۔ نیز استغفار کلید ترقیات ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم سید ولی احمد صاحب صادق انجنیئر (کوپن ہیگن ڈنمارک) ابن مکرم سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد کو اللہ تعالیٰ نے ۱۴۔ جنوری ۹۱ء کو بیٹی عطا فرمائی ہے۔ ان کی بیگم محترمہ ثمینہ شاہ صاحبہ ابھی ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

○ مکرم چوہدری محمد شریف صاحب صدر جماعت ملیانوالہ کی نواسی بعمر دو سال جرمنی میں بیمار ہے۔
احباب ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

اعلان نکاح

○ عزیزہ رعنا بشریٰ ڈار بنت مکرم اللہ دتہ ڈار صاحب کا نکاح مکرم ناصر جہانگیر بٹ صاحب ولد مکرم نیاز قطب بٹ صاحب آف پشاور حال جرمنی کے ساتھ ۲۔ مارچ ۱۹۹۰ء کو مکرم عبدالوہاب احمد صاحب مربی سلسلہ کوئٹہ نے بعوض ۲۵ ہزار روپے حق مہر پڑھا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت فرمائے۔

سانحہ ارتحال

○ محترمہ حشمت بی بی صاحبہ زوجہ مکرم شیخ نذیر احمد صاحب دبی والے مکند پوری ۱۴۔ جنوری ۹۱ء بروز پیر وفات پاگئیں۔ موصوفہ کی عمر ۵۸ سال تھی۔ موصوفہ کی نماز جنازہ مکرم مبشر احمد صاحب باجوہ مربی سلسلہ نے دارالضیافت میں پڑھائی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

اعلان گمشدگی

○ ۲۲۔ جنوری کو ایک گھڑی دارالعلوم شرقی سے دفاتر صدر انجمن احمدیہ آتے ہوئے گر گئی ہے جس صاحب کو ملے وہ دفتر صدر عمومی میں پہنچا دیں۔

○ نیشنل بینک آف پاکستان ربوہ سے متعلقہ ایک چیک بک، پاس بک اور ۲۵۰ روپے نقد ۷۔ جنوری کو کہیں گر گئے ہیں۔ جس کسی کو ملیں دفتر صدر عمومی میں پہنچا دیں۔

آپ کا خط ملا

مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف لکھتے ہیں:

آپ نے خط بھجوایا کہ کسی کی وفات پر اس کے اعزاء سے مصافحہ یا معانقہ کیا یہ شرعی مسئلہ ہے۔ اللہ بھلا کرے محدثین کا انہوں نے اس بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال میت کے بارہ میں اکٹھے کئے ہیں۔ امام بخاری نے تو اس بارہ میں اٹھانوے ۹۸ کے قریب باب باندھے ہیں۔ جب کہ ان کے شاگرد امام ترمذی نے چھہتر ۷۶ کے قریب۔ ان میں میت کی تعظیم۔ اسے جلد دفن کرنا۔ اس موقعہ پر واعظ کا کوئی بات کہنا اور تعزیت کا باب باندھا ہے کہ میت کے ورثاء کی تسلی کے لئے کچھ کہنا کہ اللہ آپ کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ میت کے درجات بلند کرے اس کا بڑا ثواب بیان کیا ہے۔

شاید میت کے ورثاء سے اس موقعہ پر ملنا انہیں میت کے متعلق کلمات خیر کہنا کا بدل لوگوں نے مصافحہ یا معانقہ ایجاد کر لیا ہے۔ تو اس بارہ میں عرض یہ ہے کہ ان سے مل کر کوئی کلمہ خیر کہنا۔ میت کے بارہ میں انہیں تسلی دینا یہ منشاء شریعت ہے خالی مصافحہ یا معانقہ کے ساتھ اس قسم کے کلمات کہنا اور پھر مصافحہ یا معانقہ کو اظہار تعزیت و غم خواری کیلئے کرے تو درست ہو سکتا ہے۔ ورنہ خالی مصافحہ یا معانقہ منشأ شریعت نہیں۔ کہ ان ابواب میں صحابہ کا طرز عمل تعزیت تو تھا میت کے لئے دعا تو بھی خالی یہ رسمی مصافحہ یا معانقہ نہ تھا

جنگ کے شریک اور ٹوکن

منو بھائی اپنے کالم "گریبان" میں کہتے ہیں "معلوم ہوتا ہے کہ حرمین شریفین کی حفاظت کی اصطلاح محض اندرونی استعمال کے لئے ہے جیسے کویت کی آزادی کی اصطلاح بیرونی استعمال کے لئے ہے حقیقت یہ ہے کہ امریکہ "تیسری عالمی جنگ" شروع کر چکا ہے اور ہم بھی اس میں شریک ہو چکے ہیں۔ اس جنگ میں "کویت" بہانہ ہے۔ امریکہ اور عراق "فریق" ہیں۔ برطانیہ سعودی عرب اور فرانس "شریک" ہیں شام اور مصر "شامل" ہیں۔ اور پاکستان بنگلہ دیش۔ مراکش۔ سینیگال۔ بحرین۔ قطر۔ متحدہ عرب امارات اور اومان "ٹوکن" ہیں۔ پاکستان کو ٹوکن اس لئے بنایا گیا ہے کہ ایک مسلمان ملک پر حملہ کی صورت میں امریکہ کو سب سے شدید ردّعمل کا خطرہ پاکستان سے تھا۔ کیونکہ وہ پاکستان کو اسلام کا آخری قلعہ سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ سب سے زیادہ اسلامی جذبات اسی ملک میں پائے جاتے ہیں جن پر "بنیاد پرستوں" کا قبضہ اور اختیار ہے اور وہ اس جنگ کو "اسلام اور عیسائیت" کی جنگ یا "معرکۂ صلیب و ہلال" بنا دیں گے۔ لیکن پاکستان کی فوج اگر اس جنگ میں شامل کر لی گئی تو یہ خطرہ کچھ کم ہو جائے گا۔ امریکہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ پاکستان اپنے اندرونی خلفشار تحریک آزادی کشمیر میں شدت اور سرحدی صورت حال کی سنگینی کی وجہ سے اپنی فوج کسی دوسرے ملک میں بھیجنے سے معذور ہے۔ سعودی عرب کے فوجی وفد کو یہاں بھیجا اور پاکستان کی "ٹوکن" شرکت پر اصرار کرایا اور اس اصرار نے ہمیں "ٹوکن" بننے پر مجبور کر دیا۔ کیونکہ ہم نے نہ تو ابھی امداد مانگنے والا کشکول توڑا ہے اور نہ ہی مجبوریوں کی زنجیر سے نجات پائی ہے۔ پس جنگ کے "شریک" شامل اور ٹوکن حصہ دار ممالک کو معلوم ہونا چاہیئے کہ "شکست خوردہ" صدام حسین فتح یاب صدام حسین سے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ صدام حسین جمال عبدالناصر کے پیروکار ہیں جن کا قد ۱۹۵۶ء کی سویز جنگ میں شکست کے بعد پہلے سے بڑا اور ۱۹۶۷ء کی شکست خوردہ سب سے بڑا ہو گیا تھا۔ اور انہوں نے تمام مسلمان ملکوں کو اسرائیل کی مخالفت بلکہ دشمنی پر مجبور کر دیا تھا۔ صدام حسین ذاتی طور پر جمال عبدالناصر سے زیادہ جرأت مند، زیادہ جنگی ماہر اور زیادہ سیاست دان ہیں۔ اس کا ثبوت انہوں نے اسرائیل کو سکڈ میزائلوں کے ذریعے میدان جنگ میں لانے۔ بصورت دیگر مکمل طور پر ذلیل ہو جانے کی چال چل کر دیا ہے اور امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو اس کا کوئی جواب نہیں سوجھ رہا۔ جس سے "ٹوکن" ان کا ساتھ چھوڑنے پر مجبور نہ ہوں۔ اوپر سے صحرائے عرب میں زبردست آندھیوں کا موسم آ رہا ہے اور باد سموم کا یہ طوفان نپولین کے لئے روس کی برفباری اور جرمن فوجوں کے لئے سٹالن گراڈ بن سکتا ہے اور ۱۸ مارچ سے ماہ رمضان بھی شروع ہو رہا ہے

(روزنامہ جنگ)

بس کہ دُنیا یہ دارِ فانی ہے
اس کی ہر چیز آنی جانی ہے

نوجوانوں سے چھن گیا بچپن
بوڑھوں سے چھن گئی جوانی ہے

اب یہ بچپن کبھی نہ آئے گا
اب نہ آنے کی یہ جوانی ہے

دوستو ہو سکے تو کام کرو
کام کرتے میں کامرانی ہے

مکّی مدنی کی داستان پڑھو
سب سے خوشتر یہی کہانی ہے

زیست انساں کی بعد مرنے کے
بن کے رہ جاتی اک کہانی ہے

یہ کہانی سنوار کر لکھ لو
گر طبیعت میں کچھ روانی ہے

فکر کیجے ابھی سے مرنے کی
وہ گھڑی سخت ہے جو آنی ہے

ظفر محمد ظفر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

توسیع اشاعت الفضل

مندرجہ ذیل احباب و خواتین نے توسیع اشاعت کے لئے رقوم بھجوائی ہیں۔ قارئین دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

۱۔ مکرم مرزا منور بیگ برلاس صاحب سیکرٹری ضیافت کوئٹہ ۔/۱۰۰
منجانب والدین (۱) مکرم مرزا معظم بیگ صاحب سابقہ افسر دارالضیافت ربوہ (۲) حمیدہ عارفہ صاحبہ اہلیہ مرزا معظم بیگ سابقہ صدر لجنہ کوئٹہ۔

۲۔ مکرمہ بیگم محمد رمضان صاحب اسلام آباد ۔/۳۰۰
۳۔ مکرم حیدر علی صاحب ظفر مربی سلسلہ ماڈل ٹاؤن لاہور ۔/۵۰
۴۔ " رضوان احمد صاحب دارالصدر غربی ربوہ ۔/۱۰۰
۵۔ محترمہ فرحت حمید صاحبہ اہلیہ مکرم منور احمد صاحب اوکاڑہ کینٹ ۔/۱۰۰
۶۔ " امۃ الجمیل بیگم صاحبہ محمد شفیق اختر فیکٹری ایریا ربوہ ۔/۵۰
۷۔ " ہاجرہ درد صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد اسلم صاحب لاہور ۔/۱۰۰
۸۔ " سردر سلطان صاحبہ والدہ مکرم گروپ کیپٹن منیر احمد صاحب کامرہ ضلع اٹک ۔/۲۰۰
۹۔ مکرم مرزا مظفر احمد صاحب منجانب مکرم شاہ محمد صاحب و اہلیہ صاحبہ کامرہ ضلع اٹک ۔/۵۰
۱۰۔ " محمد اقبال صاحب ربوہ ۔/۵۰
۱۱۔ " حفیظ الرحمٰن صاحب شاہد جرمنی ۔/۱۰۰
۱۲۔ " چوہدری عبدالحفیظ صاحب ایڈووکیٹ ملتان ۔/۱۰۰
۱۳۔ " ناصر احمد صاحب صدیقی دارالرحمت وسطی ربوہ ۔/۱۰۰
۱۴۔ " عبدالستار صاحب لاہور ۔/۲۰۰
۱۵۔ میسرز مسلم جنرل سٹور اوکاڑہ ۔/۱۰۰
۱۶۔ میسرز فضل الیکٹرانکس اوکاڑہ ۔/۲۰۰
۱۷۔ مکرم سلطان احمد صاحب سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی ۔/۵۰۰
۱۸۔ محترمہ شمیم بشریٰ صاحبہ اہلیہ چوہدری عبدالمنان صاحب بھٹہ بورے والا ۔/۵۰
۱۹۔ مکرم سعید افضال احمد بٹ صاحب خیرپور سندھ ۔/۱۰۰
۲۰۔ محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری ظفر احمد صاحب ثاقب امریکہ ۔/۴۰۰
۲۱۔ مکرم راجہ بشیر الدین صاحب مڈھ رانجھا ضلع سرگودھا ۔/۵۰
۲۲۔ " قمر اعجاز چٹھہ صاحب میاں چنوں ۔/۱۰۰
۲۳۔ محترمہ والدہ نزہت منیر صاحب اقبال ٹاؤن لاہور ۔/۲۰۰
۲۴۔ مکرم چوہدری لیاقت علی صاحب چیمہ ابن مکرم چوہدری محمد حسین صاحب ہیڈ خانکی ۔/۱۰۰
۲۵۔ " قاضی عبدالرشید صاحب فرید ٹاؤن ساہیوال ۔/۱۰۰
۲۶۔ " منیر احمد صاحب سیکرٹری مال والد عبدالعزیز صاحب ۔/۵۰
۲۷۔ محترمہ منصورہ فیروز صاحبہ ڈھرکی سکھر سندھ ۔/۱۵۰
۲۸۔ " لیڈی ڈاکٹر شہنانہ اختر صاحبہ دارالصدر غربی ربوہ ۔/۱۰۰
۲۹۔ " بشریٰ منظور صاحبہ اہلیہ مکرم محمد لئیق صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ ۔/۱۰۰
۳۰۔ " مسرت مبشر صاحبہ ماڈل کالونی سیالکوٹ ۔/۷۰
۳۱۔ مکرم مرزا بشیر احمد صاحب آف لنگروال منجانب مرزا رفیق احمد صاحب راولپنڈی ۔/۱۰۰
۳۲۔ محترمہ صادقہ شاہین صاحبہ منجانب مرزا رفیق احمد صاحب راولپنڈی ۔/۱۰۰
۳۳۔ مسز ڈاکٹر ناصر بشریٰ صاحبہ لبرٹی مارکیٹ گلبرگ لاہور (بذریعہ مرزا مبشر احمد صاحب) ۔/۹۰۰
۳۴۔ محترمہ زبیدہ عثمان صاحبہ کوارٹر ۶۵، صدر انجمن احمدیہ ربوہ ۔/۱۰۰
۳۵۔ " بشریٰ معین صاحبہ سرگودھا ۔/۲۰۰
۳۶۔ محترم پیر حمید عالم سجاد صاحب بذریعہ والدہ منور احمد صاحب ۔/۱۰۰
۳۷۔ مکرم ملک منور احمد صاحب جاوید دارالضیافت ربوہ ۔/۱۰۰

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیر اعظم نے خلیج کے مسئلہ پر شام اردن اور مصر کے رہنماؤں سے مذاکرات مکمل کر لئے ہیں۔ اب وہ سعودی عرب میں شاہ فہد سے ملاقات کریں گے۔

○ پاکستان میں امریکی سفیر نے الزام لگایا ہے کہ امریکہ مخالف مظاہروں پر ایک مخصوص لابی رقم خرچ کر رہی ہے پیپلز پارٹی جمیعتہ علمائے اسلام۔ اور متعدد دوسری سیاسی پارٹیوں کے رہنماؤں نے سفیر کے اس بیان پر شدید ردِ عمل کا اظہار کرتے ہوئے اسے سفارتی آداب کی خلاف ورزی اور پاکستانی قوم کی توہین قرار دیا ہے۔

○ بلوچستان کے سابق وزیرِ اعلیٰ نواب اکبر بگٹی نے کہا ہے کہ وزیرِ اعظم کا حالیہ دورہ قطعی بے سود اور ڈھکوسلہ ہے نواب زادہ نصر اللہ خان نے ایک الگ بیان میں وزیرِ اعظم کے امن مشن کو بے مقصد قرار دیتے ہوئے پاکستان کی خارجہ پالیسی پر کڑی نکتہ چینی کی ہے۔

○ پشاور سے کراچی جانے والی خیبر میل کو پیر کپیر اور گمبی ریلوے سٹیشن کے درمیان لوٹ لیا گیا۔ نقاب پوش ڈاکو فرسٹ کلاس بوگیوں کے مسافروں سے لاکھوں روپے کا سامان چھین کر فرار ہو گئے۔

○ جھنگ سے چنیوٹ آنے والی ایک بس محمدی شریف کے قریب ایک ٹرالر سے ٹکرا گئی جس کے نتیجہ میں ایک تھانیدار سمیت تین افراد ہلاک اور ۱۵ زخمی ہو گئے۔

○ ہیڈ مرالہ کے قریب شکار کے لئے جانے والے کالج کے اساتذہ سے ڈاکوؤں نے رائفلیں چھین لیں اور ہوائی فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہو گئے۔

غیر ملکی خبریں

○ عراق نے سعودی عرب پر پھر میزائیلوں سے حملہ کیا ہے پیٹریاٹک میزائیلوں کی مداخلت کے باوجود ایک سکڈ میزائیل ریاض پر گرا جس سے ایک بڑی عمارت تباہ ہو گئی ابتدائی اطلاعات کے مطابق ایک فرد ہلاک اور ۳۰ زخمی ہو گئے۔ دہران پر بھی ایک میزائیل گرا ہے مگر نقصانات کے بارہ میں ابھی کوئی اطلاع نہیں ملی۔

○ عراق نے اتحادی فوجوں کے مزید ۱۴ طیارے گرانے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس طرح اب تک گرائے جانے والے طیاروں کی کل تعداد ۲۴۴ ہو گئی ہے۔

○ امریکہ میں میکڈونل کے ہوائی اڈے سے اڑنے والے دو امریکی ایف ۱۶ طیارے فضا میں آپس میں ٹکرا کر تباہ ہو گئے۔ ایک طیارے کا پائلٹ زمین پر اتر گیا جبکہ دوسرے پائلٹ کا پتہ نہیں چل سکا۔

○ سری لنکا کی پارلیمنٹ نے مزید ۲۰ ماہ کے لئے ایمرجنسی میں توسیع کر دی ہے۔

○ بنگلہ دیش کے سابق وزیرِ اعظم سمیت ۱۱ وزراء روپوش ہو گئے حکام نے روپوش وزراء کو وارننگ دی ہے کہ وہ سات دن کے اندر اندر خود کو حکومت کے حوالے کر دیں یا پھر سزا کے لئے تیار ہو جائیں۔

○ بھارت کے یوم جمہوریہ کے موقعہ پر سکھوں نے عام ہڑتال کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

○ سلامتی کونسل میں پانچ عرب ملکوں کی طرف سے پیش کی جانے والی امن قرارداد امریکہ۔ برطانیہ اور فرانس نے رد کر دی ہے۔ الجزائر موریطانیہ۔ لیبیا۔ مراکش اور تیونس نے تجویز پیش کی تھی کہ خلیج کی جنگ رکوانے کے لئے سلامتی کونسل میں بحث کی جائے۔

وضاحت

دو ہفتے قبل میں نے زرعی زمین برائے فروخت کا اشتہار دیا تھا۔ میرے دوست / رشتہ دار اپنی غلط فہمی دور فرمالیں میں اپنی زمین قطعاً فروخت نہیں کر رہا۔ وہ قطعات میرے دوستوں نے مجھے فروخت کرنے کی ذمہ داری سونپی ہے۔

خاکسار: شیخ دبیر احمد گوہر نمبردار چک ۶۲/ML تحصیل و ضلع بھکر

آپ کا اپنا کمپوزنگ سنٹر ــــ کتب، رسالہ جات، میگزین کی اردو انگلش کمپوزنگ بذریعہ کمپیوٹر اعلیٰ کوالٹی میں کروانے کیلئے تشریف لاویں۔

○ پابندیٔ وقت ہمارا نصب العین ہے۔

سلور لنک کمپوزنگ سنٹر

رضیہ محل ۲/۲ رائل پارک۔ لاہور فون: ۸۶۹۸۸۷

ربوہ میں رابطہ:۔
انسٹیٹیوٹ آف کمپیوٹر اینڈ کامرس
فون: ۳۴۳